میرے محترم دوستو! میں کہونگا اور سچ کہونگا کہ اس ترک اطاعت رسول نے ہمیں برباد کر دیا ہے کہ ہم غلامی کے پنجے میں پھنس گئے۔ کاش کہ پھر ایک مرتبہ قرون اولیٰ کی طرح گلشن اسلام میں ایسی بہار آئے جسکو کبھی خزاں کی تیز و تند ہوا کے جھونکے بھی پژمردہ نہ کر سکیں۔ اطاعت رسول کی اہمیت کو ظاہر کرنے کیلئے کیا یہ کم ہے کہ عرب کے ان بدوؤں نے جب کہ آنحضرتؐ کی ہر ہر ادا کو اور ہر ہر قول کو اپنے لئے لائحہ عمل بنایا جسکا یہ ثمرہ ہوا کہ تاج قیصری و تخت طاؤسی ان کے قدموں میں آنکر گر پڑے ۔

اگر جنت میں جانے کا ارادہ ہے تمامی کا + گلے میں ڈال لو کرنہ محمدؐ کی غلامی کا

اب دعا ہے کہ خداوند کریم ہمیں اور آپ کو رسول کی اطاعت کرنے کی توفیق عطا فرماوے آمین آمین۔

کیا عورتوں کو تعلیم دینا درست ہے

(از مولوی محمد امین صاحب شوق مبارکپوری متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

طوطوں کو "میاں مٹھو" یا "بنی جی بھیجو" کی تعلیم پر کافی وقت خرچ کیا جاتا ہے، کتوں کو رات میں منہ سے لالٹین پکڑ کر لے چلنے کی تعلیم نہایت عرقریزی اور جانفشانی سے دی جاتی ہے، گھوڑوں کو یکے اور تانگوں میں چلنے یا ان سے عجیب و غریب کام لینے کی تعلیم پر پانی کی طرح روپیہ بہایا جاتا ہے لیکن ہندوستان میں ایک ایسا گروہ بھی ہے جو اپنی بچیوں بہنوں کو تعلیم دینے اور حروف شناس بنانے کو بہت بڑا گناہ جانتا ہے۔ اپنی لڑکیوں اور بہنوں کو اچھے سے اچھے کپڑے اور قیمتی سے قیمتی زیور سے آراستہ و پیراستہ کرنے میں اپنا فخر سمجھتے ہیں لیکن وہ اس چیز پر آمادہ اور تیار نہیں کہ علم جیسے اعلیٰ وارفع زیور سے ان کو مزین کریں۔ ہندوستان کے دو ایک نہیں بلکہ سینکڑوں ذمہ دار اشخاص کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا ہے کہ کیا پڑھا لکھا کر کسی دفتر میں نوکر کرانا ہے؟ اور نہ پڑھانے کی ایک یہ بھی دلیل دیجاتی ہے کہ یہ لڑکیاں جب لکھ پڑھ لیتی ہیں تو انکی چار آنکھیں ہو جاتی ہیں اور یہ برے کام کرنے لگتی ہیں۔

یہ بالکل صحیح ہے کہ لڑکیوں کو کسی دفتر میں نوکر کرانا ہمارا مقصود نہیں ہے اور یہ بھی کسی قدر صحیح اور درست ہے کہ تعلیم لڑکیوں کی آنکھ کھولدیتی ہے اور انکی چار آنکھیں ہو جاتی ہیں۔ لیکن ان دلیلوں سے جو نتائج برآمد کئے گئے ہیں وہ بالکل بے بنیاد اور از سرتاپا غلط ہیں۔ اسلئے میں ان حضرات سے نہایت ادب و احترام کیساتھ یہ دریافت کرنے کی جرأت کرونگا کہ اگر انھوں نے تعلیم کی غایت اور غرض صرف یہ سمجھا ہے کہ خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں پڑھ لکھکر دفتر میں یا کسی مدرسہ میں نوکر ہو جائیں تو اس سے بڑھکر علم کی توہین اور کوئی بھی نہیں ہو سکتی

اور ان کا یہ کہنا کہ ان کی آنکھیں چار ہو جاتی ہیں تو کہنا بالکل بجا اور درست ہے لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ وہ پڑھ لکھکر مردوں سے آنکھیں چار کرنا شروع کر دیتی ہیں بلکہ اس کے یہ معنی ہیں کہ تعلیم کے باعث ان میں

اتنی صلاحیت اور استعداد ہو جاتی ہے کہ بھلائیوں کو برائیوں سے، نافع کو ضار سے الگ اور جدا کر لیتی ہیں۔ اگر عورتوں کی تخلیق سے کچھ اور بھی مقصد ہے تو میں بلا تامل یہ کہونگا کہ وہ بغیر تعلیم کے یہ مقصد صحیح طریقہ پر انجام نہیں دے سکتیں۔

وہ شوہروں کے حقوق، اولاد کی تربیت و فرائض امور خانہ داری کے اصول سے بالکل کوری رہیں گی۔ یہ خیال جو ہندوستان میں پیدا ہو گیا ہے دراصل یہ علما کی اس طرف سے بے التفاتی اور عدم توجہی پر مبنی ہے اور جن لوگوں نے اسکی طرف خیال بھی کیا تو انھوں نے صرف پڑھنے کو جائز بتایا اور لکھانے کو حرام و ناجائز کا وعظ سنا کر ہمیشہ کیلئے غار ہلاکت کی تاریک گہرائیوں میں جھونک دیا۔ میں چاہتا ہوں کہ آج کی صحبت میں اس گروہ کو جو ایک مدت سے دہوکہ میں پڑا ہوا ہے یہ بتاؤں کہ اس آسمان تلے کوئی بھی ایسا نہیں جو اسلام اور شریعۃ مقدسہ کی یہ تعلیم بتائے کہ عورتوں کو لکھانا پڑھانا حرام اور ناجائز ہے ہاں یہ صحیح ہے کہ آجکل کی وہ تعلیم جس کا تعلق دین و شریعۃ سے نہیں ہے بلکہ کھلی ہوئی عیاشی بے حیائی اور بے شرمی کی طرف لیجانے والی ہے۔ عقل و بصیرت رکھنے والا انسان اس کی اجازت نہیں دے سکتا۔ لیکن اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ اب ہم ان غریب عورتوں کو علم و فن سے اتنا دور رکھیں کہ ان بیچاریوں کو نہ مذہب سے واقفیت ہو اور انسانیت کے ساتھ زندگی گذارنے کے طریقے ہی معلوم ہو سکیں

پس سنئے! حضرت شفا نامی ایک صحابیہ عورت تھیں۔ ان کے والد کا نام عبداللہ تھا ان کی کنیت ام سلیمان تھی یہ مکے شریف کی ایک عالمہ اور فاضلہ قرشیہ بی بی تھیں اسلام کی اشاعت کے شروع زمانہ میں انھوں نے اسلام قبول کیا تھا اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بیعت سے مشرف ہوئی تھیں۔ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو آپنے بھی جو بنا جلدی کر کے اپنے وطن مالوف کو چھوڑ کر ہجرت کر کے مدینے پہنچ گئیں۔ رسول اللہ صلعم نے انھیں کپڑا بننے والوں کے گھروں کے پاس ہی ایک مکان دیا اور اسے انہی کے نام کر دیا اور ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے حضرت سلیمان رضی اللہ عنہ بھی تھے یہیں رہنے لگے۔ عموماً رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے گھر جایا کرتے بلکہ کبھی کبھی دوپہر کو دو گھڑی وہیں آرام بھی فرماتے۔ سارے صحابہ انکے تقوی اور پرہیزگاری اور بڑی عمر کے سبب ان کی عزت و تکریم کرتے تھے یہانتک کہ حضرت عمر ان کی بات کو سب کی بات پر فوقیت دیتے اور ان کا بڑا ہی ادب کیا کرتے تھے۔ انھیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مقرر کیا تھا کہ آپ کی بیوی صاحبہ ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہ کو لکھنا سکھائیں۔ اس وجہ سے یہ صحابیہ برابر حضور کے گھر آیا جایا کرتی تھیں اور ام المومنین کو کتابت یعنی لکھنا سکھائی تھیں۔ ام المومنین حضرت حفصہؓ حضرت عمر بن خطابؓ کی صاحبزادی تھیں۔ حضرت مائی عائشہ رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد ۳ھ میں حضور نے انسے نکاح کیا تھا یہ ۴۱ھ میں فوت ہوئیں رضی اللہ عنہا۔

حضرت شفا بنت عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو جہاں لکھنے میں کمال حاصل تھا وہاں آپ کو ایک دعا یاد تھی جسے پڑھکر آپ دم کر دیا کرتی تھیں تو ان بیماروں کو جنھیں پھوڑے پھنسیاں اور زخم ہوں اللہ تعالیٰ شفا دیدیتا تھا جاہلیت کے زمانے میں یہ اس بارے میں مشہور تھیں جب اسلام قبول کیا تو خیال گذرا کہ کہیں اس دعا میں ایسے

الفاظ نہ ہوں جن کا پڑھنا اسلام میں ناجائز ہو اسلئے انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں آن کر آپ سے عرض کی کہ میں اسلام سے پہلے لوگوں پر جھاڑ پھونک کرتی تھی جس سے اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جن کے بدن پر کسی قسم کا زخم وغیرہ اور ان میں سرسراہٹ ہوا کرتی ہو آرام کر دیا کرتا تھا اب میں چاہتی ہوں کہ ان الفاظ کو آپ کے سامنے پیش کروں تاکہ معلوم ہو جائے کہ ان کے پڑھنے میں کوئی حرج تو نہیں ؟ آپ نے فرمایا اچھی بات ہے کہو تم کیا پڑھکر دم کرتی ہو؟ حضرت شفا نے پڑھکر سنایا تو آپ نے فرمایا اس میں کوئی حرج نہیں تم شوق سے اسے پڑھکر دم کرتی رہو۔ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو حضرت شفا پوری کتابت سکھا چکیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ اب تم حفصہ رض کو دم کرنے کی یہ دعا بھی سکھا دو مندرجہ بالا تفصیل حدیث کی مختلف کتابوں میں بہ سند صحیح موجود ہے جسے ہم نے اختصاراً جمع کر کے بیان کر دیا اس سے صاف ثابت ہے کہ لڑکیوں اور عورتوں کو لکھنا سکھانا شرعاً جائز اور درست ہے۔
(ابوداؤد کتاب الطب باب فی الرقی)

امام المحدثین حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب ادب المفرد میں باب باندھتے ہیں بَابُ الْكِتَابَةِ اِلَى النِّسَاءِ وَجَوَابِهِنَّ ۔ یعنی اس باب میں بیان ہے عورتوں کی طرف کچھ لکھنے کا اور پھر عورتوں کا اس تحریر کا جواب دینے کا اس کے ثبوت میں حدیث پیش کرتے ہیں کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس حضرت طلحہ کی بیٹی حضرت عائشہ رہا کرتی تھیں لوگ دور دراز سے حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس اپنے خطوط بھیجتے تھے جو حضرت طلحہ کی بیٹی آپ کے سامنے پیش کرتی تھیں اور آپ کے فرمان سے ان سب کا جواب لکھا کرتی تھیں اور فن کتابت ان میں مروج تھا بلکہ تاریخ سے بھی ثابت ہے کہ مسلمان شریف بیگمات اس فن میں کمال حاصل کئے ہوئے تھیں۔ امام ابن خلکانؒ اپنی کتاب وفیات الاعیان میں تحریر فرماتے ہیں فخر النساء شھدۃ بنت ابی نصر احمد بن الفرج بن عمر الابری الکاتبۃ الدینوریۃ الاصل البغدادیۃ المولد والوفاۃ کانت من العلماء وکتبت الخط الجید وسمع علیھا خلق کثیر۔ یعنی حضرت شہدہ بنت ابی نصر زبردست عالمہ عورت تھیں ان کے شاگردوں کی تعداد بہت بڑی ہے۔

پس صاف ثابت ہوا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں عورتیں لکھنی پڑھتی تھیں۔ ازواج مطہرات بھی لکھنے پڑھنے سے عاری نہ تھیں۔ خود اسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے برقرار رکھا بلکہ اپنی بیویوں کو سکھایا۔ اور بغیر کسی ایک کے انکار کے صحابہ میں آپ کے بعد بھی یہ دستور رہا جو قابل فخر صحابیہ عورتیں تھیں وہ علم و ہنر کے اعلیٰ جوہر کے ساتھ لکھنے پڑھنے کے چمکدار زیوروں سے بھی محروم نہ تھیں اور پھر ان کے بعد کے زمانے بھی ایسی پاکباز صاحب علم و قلم عورتوں سے اسلام میں خالی نہیں گذرے۔

چونکہ بعض حضرات اس کے مخالف ہیں اور ان کے پاس بھی بزعم خود دلیلیں ہیں اسلئے میں چاہتا ہوں کہ اسی صحبت میں ان دلیلوں کی حقیقت بھی اجمالاً روشن کر دوں۔ سنئے! عورتوں کو کتابت سکھانے کے ناجائز ہونے کی ایک حدیث پیش کی جاتی ہے لیکن وہ صحیح نہیں بلکہ اس باب میں جتنی بھی روائتیں سنائی جاتی ہیں وہ سب کی سب واہی من گھڑت اور ناقابل اعتبار ہیں۔ چنانچہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ عورتوں کو بالاخانوں میں نہ رکھو اور انھیں لکھنا نہ سکھاؤ